دینی مدارس پر فرقہ واریت کا الزام

[redacted]

دین بیزار طبقہ جب مل کر بیٹھتا ہے تو دینی مدارس میں شر کے پہلو کی تلاش میں سرگرم ہو جاتا ہے، مدارس دینیہ پر سواعتراضات میں ایک یہ ہے کہ ان مدارس میں فرقہ واریت کی تعلیم دی جاتی ہے، یہاں مختلف فرقوں کے نہج پر طلبہ کی ذہن سازی کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں فرقہ وارانہ دہشت گردی وجود میں آتی ہے اور بدامنی عام ہوتی ہے۔

یہ گھسا پٹا اعتراض اس قدر عام کر دیا گیا ہے کہ اچھے خاصے سنجیدہ پڑھے لکھے اور حالات کی حقیقت سے بخوبی آگاہ بہت سارے لوگ بھی اس سے متاثر ہو گئے اور ''صدائے عام'' میں ان کی آواز بھی شامل ہو گئی ہے۔

اگر نگاہ حقیقت سے دیکھا جائے تو پاکستان میں ''فرقہ واریت'' کا عفریت صرف مذہب کی بنیاد پر وجود میں نہیں آیا بلکہ یہاں زندگی کے مختلف شعبوں میں فرقوں کی بہتات ہے، صرف اقتدار اور سیاست کے شعبے کو دیکھا جائے تو اس میں فرقوں اور جماعتوں کا ایک جنگل نظر آتا ہے اور ہماری اسمبلیاں اس جنگل کے خس وخاشاک سے آزردہ رنگ ہیں، سیاسی فرقہ واریت کے نتیجے میں جو دہشت گردی ہوتی ہے اور اس سے وطن عزیز کو جس قدر نقصان پہنچا ہے، مذہبی فرقہ واریت کے نقصانات اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

سیاست کے بعد پاکستان میں دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ نقصان دہ عصبی فرقہ واریت ہے، عصبیت کی جڑوں سے نکلنے والی فرقہ واریت کی مختلف شاخیں ہیں، صوبائی عصبیت، علاقائی عصبیت، قومی عصبیت اور لسانی عصبیت...... عصبی فرقہ واریت ہی کی وجہ سے پاکستان دولخت ہوا، قومی یکجہتی کا شیرازہ بکھرا اور ملی وجود پر ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والی ضربیں پڑیں۔

پاکستان میں مذہبی فرقہ واریت کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا، بلاشبہ مذہب کی بنیاد پر وطن عزیز میں کئی بار فسادات ہوئے اور امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوا لیکن پاکستان کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا شخص بھی اس بات کا

اعتراف کرے گا کہ پہلے دو کے مقابلے میں مذہبی فرقہ واریت کی تاریخ اس قدر بھیانک نہیں جیسا کہ پروپیگنڈہ کیا گیا اور کیا جارہا ہے۔

مذہبی فرقہ واریت کے بھی کئی اسباب اور وجوہ ہیں، پاکستان میں مختلف مذہبی فرقوں اور جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں، ظاہر ہے جب کسی جماعت کی طرف سے اپنے نظریات وعقائد اور اپنے افکار وخیالات کی ترویج واشاعت میں ایسی بے اعتدالی ظہور پذیر ہوگی جس سے دوسری جماعت کے نظریات وعقائد متاثر ہوتے ہوں تو یقیناً مذہبی تصادم کا خطرہ پیدا ہوگا۔

لیکن اس مذہبی فرقہ واریت کو دینی مدارس کے ساتھ نتھی کرنا اور مدارس دینیہ کو اس کی آماج گاہ قرار دینا کسی بھی طرح قرین انصاف نہیں، دینی مدارس کے مجموعی ماحول میں الحمدللہ صلاح وارشاد کا غلبہ رہتا ہے، مثلاً یہاں مختلف فقہاء کی فقہ پڑھائی جاتی ہے، فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی...... چاروں فقہاء کرام کی فقہ بطور خاص پڑھائی جاتی ہے لیکن آپ آکر یہاں کے اساتذہ کا درس سنیں اور یہاں کے طلبہ سے بھی گفتگو کرلیں، آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ کس قدر عقیدت واحترام کے ساتھ دوسرے ائمہ اور فقہاء کا نام لیا جاتا ہے، اگرچہ یہاں کے مدارس میں اکثریت فقہ حنفی کی مقلد ہے لیکن دوسرے ائمہ کا نام جب بھی لیا جاتا ہے اور ان کا مسلک ذکر کیا جاتا ہے تو ان کا پورا پورا احترام ملحوظ رہتا ہے، یہاں اساتذہ کو تو چھوڑیں، طلبہ کو بھی آپ کبھی ''مالک''، ''شافعی'' کہتے نہیں سنیں گے بلکہ جب کبھی وہ ان کا نام لیں گے تو ''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ''، ''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ'' کہیں گے...... ظاہر ہے جہاں اس طرح کی تربیت کا ماحول ہو، وہاں فرقہ وارانہ دہشت گردی کیسے پروان چڑھ سکتی ہے۔

کسی مسئلہ کی تشریح میں نقطۂ نظر کا اختلاف کوئی آج یا ان مدارس کی بات نہیں، تاریخ اسلام کے صدر اول کے زرّین دور سے لے کر ہمارے اس عہد تک نقطۂ نظر کا یہ اختلاف جو کہیں بالکل جزوی اور فروعی اور کہیں کہیں ذرا وسیع ہے، امت کے جلیل القدر علماء میں ہمیشہ رہا ہے اور رہے گا، کیا نقطۂ نظر کے اس اختلاف کو بنیاد بنا کر تاریخ کا یہ سب سے بڑا جھوٹ بولا جاسکتا ہے کہ ''اسلام ایک فرقہ وارانہ مذہب ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات کے بعض مسائل میں مسلمان علماء کا نقطۂ نظر ایک دوسرے سے مختلف ہے'' یقیناً مخالفین نے یہ جھوٹ بھی بڑے زور وشور سے عام کیا لیکن کیا حقیقت سے اس کا دور کا بھی تعلق ہے؟

پھر برصغیر پاک وہند کے دینی مدارس کی پوری تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے ان مدارس کے درمیان کبھی بھی اس طرح کی صورت حال پیش نہیں آئی جس نے عام معاشرے یا حکومت کے لیے اختلاف وانتشار کے مسائل پیدا کیے ہوں، بلاشبہ ہر مکتب فکر میں کچھ لوگ اپنے نظریات میں پختہ، بعض متعصب اور بعض حدود

سے تجاوز کرنے والے بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے افتراق کے چند جزوی واقعات بھی پیش آتے رہتے ہیں تاہم مجموعی طور پر مسلمان معاشرہ میں اسلامی تعلیمات کے فروغ، نئی نسل کو دین سے روشناس کرانے اور دین اسلام کی سربلندی کا مؤثر ذریعہ دینی مدارس کے علاوہ اور کونسے اداروں کو قرار دیا جاسکتا ہے، جہاں سے نکلنے والوں نے کبھی کوئی فتنہ برپا نہیں کیا، جہاں اسکولوں اور کالجوں کی طرح کسی طالب علم کو فائرنگ کر کے ہلاک کرنے کی خبر کبھی نہیں آئی، جہاں کی رہائش گاہوں سے کالج کے ہوسٹلوں کی طرح کوئی حکومت کوشش کے باوجود کبھی کلاشنکوف یا اسلحہ برآمد نہیں کرسکی، ایسے مدارس کو "فرقہ واریت کے اڈے" قرار دینا کتنی بے حقیقت بات ہے۔

ستم ظریفی دیکھیے عصری علوم کی درسگاہیں جہاں آئے دن طلبہ کے درمیان مقابلے ہوتے ہیں، سیاسی فرقہ واریت نے جہاں ہاسٹلوں کو دہشت گردی کی آماجگاہ بنادیا ہے، جہاں کئی طلبہ فائرنگ اور مسلح مقابلوں کی بھینٹ چڑھ کر جان بحق ہوتے ہیں، جہاں سے بڑی تعداد میں اسلحہ پکڑے جانے کی خبر کوئی غیر معمولی خبر نہیں اور جہاں سے فارغ ہونے والوں کی اکثریت اخلاقی اور فکری ہر پہلو سے اسلام اور پاکستان کے لیے ایک ناسور بن رہی ہے، عصری علوم کے اس بھیانک نظام تعلیم کی اصلاح کی فکر حکمران ٹولہ کو کیوں نہیں جو فتنہ وفساد کا اصل منبع ہے اور دہشت گرد ٹگروٹوں کی حقیقی تربیت گاہ ہے۔

ارباب مدارس ایک بار نہیں، بار ہا حکومت وقت اور دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ مہم میں شریک انتظامیہ سے کہہ چکے ہیں کہ اگر کوئی مدرسہ فرقہ وارانہ سرگرمیوں کا اڈہ ہے، یا وہ دہشت گردوں کی تربیت گاہ ہے، یا وہاں خلاف قانون اسلحہ پایا جاتا ہے اور حکومت کے پاس اس کے ٹھوس اور ناقابل تردید شواہد موجود ہیں تو ارباب مدارس اس مدرسہ کے خلاف حکومتی کارروائی کی نہ صرف حمایت کریں گے بلکہ اگر حکومت اس سلسلہ میں ان سے تعاون چاہے تو وہ تعاون کے لیے بھی تیار ہیں۔لیکن مختلف حکومتیں آئیں اور گئیں تاہم کوئی حکومت اس طرح کے ٹھوس شواہد پیش نہیں کرسکی۔

پاکستان میں فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت اگر واقعتاً سنجیدہ ہے تو وہ سیاسی، عصبی اور مذہبی فرقہ واریت کے اسباب و وجوہ کا بغور جائزہ لے اور پھر اس کے سدباب کے لیے ٹھوس اقدامات کرے، فقط الزام تراشی اور رٹی رٹائی باتیں دہرانے سے ظاہر ہے کہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

اللہ ہمارے حکمرانوں کو فہم وبصیرت عطا فرمائے اور مدارس دینیہ کی حفاظت فرمائے۔آمین

☆☆☆